بارے میں غور کیا؟ کیا انہوں نے اپنا مستقبل سوچا؟ کیا وہ سمجھتی ہیں کہ یہ لچھن سدا اُن کے ساتھ رہیں گے۔ انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ انکی اس پسندیدہ زندگی کے پس منظر میں یہودی وسبائی تہذیب کاروں کی جنسی لذتیت کارفرما ہے جسکمرانوں اور سیاستدانوں نے کبھی خلوت کدۂ جاں میں جھانک کر دیکھا کہ وہ جس تہذیب کو امپورٹ کر رہے ہیں اس کے نتائج کیا ہیں کیا پاکستانی عوام ایک قوم کی صورت میں اُبھریں گے؟ کیا ان میں قومی صفات پیدا ہوں گی۔ کیا ہم پاکستانی قوم کہلائیں گے یا امریکہ ویورپ کے بدمعاشوں کا ناقص چربہ ——— ملاوٹ شدہ نقل؟

سب سے بڑی بات یہ کہ ہم جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہیں جن کی ذات کو شفاعت کبریٰ کا ذریعہ سمجھتے ہیں، جن کی ذات وصفات کو ایمان کی جان سمجھتے ہیں انہوں نے عورت کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

مولویت، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی پیداکی ہوئی مذہبی پیشوائیت یقیناً ناقابل قبول۔ مگر کیا فرمانِ رسول بھی ناقابلِ قبول، مذہبی ماحول، دینی تعلیم اور اسلام کے حوالے سے جو کچھ پھیلایا جا رہا ہے

اسکی سند بھی تو ہو! کبھی اقوالِ رسول سے اس کو ثابت تو کرو!

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ:

وَاَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا

کہ "لونڈیاں مالکہ جنیں گی" یعنی لڑکیاں ماؤں کا حکم ماننے کی بجائے ان پر حکم چلائیں گی یہ سب کچھ جہالت دین بیزاری اور یہودیوں کی معاشرتی اتباع کے نتیجے میں ہوگا۔ ماڈرن فیمیلوں کے سربراہ غیرت کی بنیاد پر سوچیں غور وفکر کریں اور اپنے ماحول کا جائزہ لیں اور دیکھیں کیا یہ حقیقت ان کے گھروں میں چھا چکی ہے کہ نہیں۔ نوجوان اولاد ماں باپ کی جدید جنسی زندگی دینی پابندیوں سے آزاد حیوانوں جیسی تہذیب کے نتیجے میں کیسی بے لگام خودسر اور نافرمان ہو چکی ہے۔ لڑکی اپنی ماڈرن ماں کو بھی دقیانوس اور ریجڈ کہتی ہے اور لڑکا باپ کو مذہبی جنونی کہتا ہے حالانکہ تمام جدید گھرانے دین ومذہب سے اتنے ہی دُور ہیں جتنی انکی جدید زندگی انہیں دُور لے گئی ہے جدید گھرانے دین کو اجتماعی اور قومی مسئلہ نہیں سمجھتے بلکہ اس کو فرد کا اختیاری مسئلہ سمجھتے ہیں اس بے دینی کے باوجود نئی نسل ماں باپ کو مذہبی پاگل کہتی ہے جو ماں باپ

بقیہ صفحہ پر

پروفیسر خواجہ خورشید احمد

سیکولرازم اور پاکستان

پروفیسر منیر احمد صاحب نے مورخہ 22 مئی کو روزنامہ جنگ میں 18 اپریل کے کسی مضمون کے جواب میں سیکولرزم کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اس کے معنی بدلے جا رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے سیکولرزم کی جو تعریف کی ہے وہ اس کی عمومی تشریح ہے' حقیقی اور عملی دنیا میں اس کے مفہوم کی وسعتیں اور بھی بہت سے معنی پیش کرتی ہیں' چونکہ ذہین لوگ حقیقت پسندی اور تعصب سے بالا رہنے کا بہت پرچار فرماتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے قرآن سے چند بنیادی گذارشیں ہیں' تاکہ سیکولرزم کو حقیقی روپ میں سمجھا جا سکے۔ اول یہ کہ سیکولر حضرات کو حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے تعصبات کو چھوڑنا چاہئے' مثلاً ایک اسلامی ملک میں کسی مسلمان کا کسی خدا پرست کو مغربی متعصبین کی پیروی میں بنیاد پرست کہنا بھی تعصب کا اظہار ہی ہے۔ روشن قلب اور روشن ضمیر لوگوں کو ذہانت سے عاری سمجھنا خود ذہانت کا مذاق اڑانا ہے۔ ادھر علامہ اقبالؒ جیسے ذہین لوگ قلب و نظر اور بصیرت کو عقل و ذہانت سے فائق سمجھتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ جیسے ذہین لوگ بھی بنیاد پرست ہی تھے' صرف دو اشعار پر اکتفا کریں۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرہ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

دوسری گذارش یہ ہے کہ تضاد سے بچنے اور حقیقت پسندی کے تقاضے کے پیش نظر جب پاکستان میں مذہب کی بات کریں تو پاکستان کے سرکاری مذہب اسلام کے حوالے سے ثبوت پیش کریں۔ یورپ میں عیسائیت کی ناکامی کو دین اسلام کی ناکامی قرار نہ دیا جائے اور نہ ہی ان دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ کر حقیقت پسندی سے منہ موڑا جائے۔

ان گذارشات کے ساتھ اب آیئے سیکولرزم کی تعریف اور کارناموں کی طرف پروفیسر صاحب کو شکایت ہے کہ "اساس پرست" سیکولرزم کو لادینیت' کفر اور الحاد کے معنوں میں لیتے ہیں' جبکہ سیکولرزم کے معنی "دنیاوی" کے ہیں نہ کہ "لادینیت کے" یہ درست ہے کہ آکسفورڈ ڈکشنری سیکولرزم کو TEMPORAL ــــــــ "دنیاوی" کے معنی دیتی ہے' لیکن کیا اس لفظی ترجمہ کے ساتھ اس لفظ میں موجود CONNOTATION، اور ــــــــ DENOTATION کا مفہوم ادا کر دیا گیا ہے' کیا اس کے لوازمات' اور اس کے مابعد اثرات اور اس کے نتائج کو سمجھنے کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ یقیناً نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے لفظ "دنیاوی" کے مفہوم کو پوری طرح سمجھیں اور پھر اس امر کا فیصلہ کریں کہ کیا "دنیاوی" کا تعلق لادینیت' کفر و الحاد سے ہے یا نہیں۔

سائنسی' معاشرتی' معاشی یا سیاسی امور کا تعلق ایک درجہ میں انسان کے "دنیاوی" معاملات سے ضرور ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اس کا تعلق دین سے ہے۔ دین اسلام کے بارے میں یہ بات دین کا مطالعہ رکھنے والا مسلمان جانتا ہے کہ وہ دین و دنیا کو دو الگ الگ شعبوں میں تقسیم کر کے دنیا سے راہبانیت اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ قرآن حکیم واضح طور پر راہبانیت یعنی ترک دنیا کو رد کرتا ہے اور دنیا کے ذریعہ ہی نیکیاں کمانے کا راستہ بتاتا ہے۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتا ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر تمام دنیاوی معاملات میں ضروری بنیادی رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ سیاسی' معاشی اور معاشرتی معاملات میں خاموشی اختیار کر کے دین کو محض نماز روزہ تک محدود نہیں کرتا کہ دنیاوی معاملات تو اپنی مرضی سے چلاؤ اور فقط نماز روزہ ادا کر کے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہو۔ لہٰذا وہ لوگ جو سیکولر ہیں' جن معاملات میں لادینیت اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے انحراف کر رہے ہیں۔ اس درجہ میں لادینیت کے زمرہ میں آئیں گے ان کا رویہ تضادات کا حامل ہے' خواہ وہ نماز روزہ ادا کرتے ہوں۔ اس لئے بھی کہ انہوں نے دین کو چند دیگر مذاہب کی طرح محض عبادات کی حدود میں مقید کر کے اسے ایک پرائیویٹ معاملہ بنا دیا اور اس